بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجیر خاص کا کسی دوسرے شخص کو اپنے کام پر اجیر رکھنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ یونائیٹڈاسٹیٹس (UnitedStates) میں وہاں کے شہریوں کے لیے جائز کاموں کی نوکری آفر ہوتی ہے۔ یہ نوکری انہیں گھر پر رہ کر ہی کرنی ہوتی ہے اور اس میں ان کے وقت کا اجارہ ہوتا ہے کہ روزانہ اتنے سے اتنے بجے تک کام کرنا ہے۔ ماہانہ انہیں اس کی تنخواہ مل جاتی ہے۔

لیکن جن لوگوں کو جاب آفر ہوتی ہے وہ یہ کرتے ہیں کہ جو کام انہیں کمپنی یا کسی ادارے سے ملتا ہے، وہ کام خود نہ کر کے ملک ہندوستان، پاکستان یا بنگلادیش کے کسی بندے کو کم پیسوں میں ہائر کر کے اس سے کروالیتے ہیں۔

اب اس میں سوال یہ ہے کہ کیا ہم اجرت پر ان کا کام کر کے دے سکتے ہیں؟ جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ کمپنی نے وہ کام انہیں کرنے کے لیے دیا تھا اور وہ خود نہ کر کے ہم سے کروا رہے ہیں؟ نیز اس میں بظاہر یہی لگتا ہے کہ کمپنی کی طرف سے ان پر خود کام کرنے کی پابندی ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ جاب صرف وہیں کے شہریوں کے لیے آفر ہوتی ہے۔ اور اس میں ہم تک کام پہنچنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اصل اجیر کام لینے اور واپس جمع کروانے کا ایکسیس ورکر کو دے دے گا، یوں ورکر خود کام وصول کرے گا اور خود واپس جمع کروا دے گا، لیکن ورکر کا معاہدہ اصل اجیر سے ہی ہوگا، اور اس کی اجرت بھی وہی اصل اجیر ہی دے گا۔

جواب

دریافت کی گئی صورت میں جس شخص کو کمپنی کی طرف سے جاب آفر ہوگی، وہ کمپنی کا اجیرِ خاص ہوگا کہ اس میں ایک مخصوص وقت کے لیے وہ کمپنی کا کام کرے گا، اور اجیرِ خاص کام مکمل کرنے کے لیے کسی اور کو اجیر نہیں رکھ سکتا، کیونکہ اس میں عقد اجیر کی منفعت پر ہی واقع ہوتا ہے اور منفعت اسی کے ساتھ متعین ہوجاتی ہے، پھر یہاں تو کمپنی کی طرف سے اسے پابندی بھی ہے کہ وہ خود کام کرے۔ لہٰذا اگر وہ خود کام نہ کرکے کسی اور سے کروائے، تو وہ اجرت کا بھی مستحق نہیں ہوگا، اس لئے کسی اور سے کام کروا کر اس کا کمپنی سے اجرت لینا بھی ناجائز ہوگا۔

نیز اس میں ایک طرح سے کمپنی کو دھوکا دینا بھی ہے کہ دھوکا اصل حالت کو چھپانے کا نام ہے اور اس میں وہ یہی کرے گا کہ آگے اس کو اپنا کام بتا کر کمپنی سے اجرت وصول کرے گا۔

تاہم آپ جو اجرت پر اس کا جائز کام کریں گے، اگر اس سے آپ کی گناہ پر مدد کرنے کی نیت نہ ہو، بلکہ محض اجرت حاصل کرنا مقصود ہو، تو آپ کا اجرت پر وہ کام کرنا، جائز ہوگا۔ کیونکہ آپ جو کام کریں گے، وہ اپنی ذات میں ایک جائز اور مباح عمل ہوگا، اور اس کے

ذریعے آگے اس شخص کا ناجائز کام کرنا اس کا اپنا ذاتی فعل ہوگا، آپ کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ نیز کام کرنے کے بعد آپ اجرت کے بھی مستحق ہوں گے، کیونکہ آپ اس شخص کے اجیر ہوں گے اور فی نفسہ اس کا اجیر بننے میں شرعا کوئی خرابی نہیں، لہذا اس کا کام مکمل کرنے کے بعد آپ اجرت کے مستحق ہوجائیں گے، اور اس پر آپ کی اجرت واجب ہوجائے گی۔

اسی طرح آپ کے ڈائریکٹ کمپنی سے کام لینے اور پھر اس کو جمع کروانے سے بھی حکم جواز میں تبدیلی نہیں آئے گی، کیونکہ اس میں آپ اس کے اجیر ہونے کے ساتھ ساتھ، اس کی طرف سے کمپنی سے کام لینے کے وکیل بھی ہوں گے، اور ایک شخص اجیر اور وکیل دونوں ہوسکتا ہے، شرعا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی بہتر ہے کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ وہ آگے اس کے ذریعے دھوکا دہی اور ناجائز کام کرے گا تو اس کا کام نہ کریں۔

<u>**اس کی نظائر یہ مسائل ہیں:**</u> اگر کوئی عورت اپنے محبوب کو بھیجنے کے لیے کسی سے اجرت پر خط لکھوائے، یا کوئی نوحہ یا گانے لکھوائے، یا گرجا کی عمارت بنوائے، تو اگر گناہ پر مدد کرنے کی نیت نہ ہو، تو لکھنا اور عمارت بنا کر دینا جائز ہے، اور ان کی اجرت بھی حلال ہے، کہ یہ تمام کام اپنی ذات میں جائز و مباح ہیں۔ اور گناہ کا فعل اگر ہے تو وہ گانا ہے یا گرجا میں غیر خدا کی عبادت کرنا ہے۔ لہذا جو یہ کام کرے گا وہی گناہ گار ہوگا۔

اجیر خاص کی تعریف کے بارے میں تنویر الابصار مع درمختار میں ہے: "الاجیر الخاص ویسمی "اجیر وحد" وھو من یعمل لواحد عملا مؤقتا بالتخصیص۔۔ کمن استؤجر شھرا للخدمۃ۔" ملتقطا ترجمہ: اجیر خاص کا دوسرا نام اجیرِ وحد بھی ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے، جو مقررہ وقت میں خاص طور پر کسی ایک کا کام کرے جیسے کسی کو ایک ماہ تک خدمت کے لئے اجرت کے بدلے میں اجیر رکھا جائے (تو وہ اجیر خاص ہے)۔ (تنویر الابصار مع درمختار، جلد6، صفحہ 69، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اجیر خاص کام مکمل کرنے کے لئے کسی اور کو اجرت پر نہیں رکھ سکتا چنانچہ بسوط للسرخسی میں ہے: "ولیس للأجیر الخاص أن یستأجر غیرہ لإقامۃ العمل۔" یعنی: اجیر خاص کو اختیار نہیں کہ وہ کام مکمل کرنے کے لئے کسی اور کو اجرت پر رکھے۔ (بسوط للسرخسی، جلد15، صفحہ 127، دار المعرفہ، بیروت، لبنان)

اجیر خاص ہونے کی صورت میں عقد اسی اجیر کے منافع پر واقع ہوتا ہے اور وہ اسی کے ساتھ متعین ہوجاتے ہیں چنانچہ مجمع الانہر میں اجیر خاص کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا: "أن العقد ورد علی منافعه۔" یعنی (اجیر خاص) میں عقد اسی کے منافع پر واقع ہوا ہے۔ (مجمع الانہر، جلد2، صفحہ 393، المطبعۃ العامرۃ، ترکیا)

نیز تبیین الحقائق میں اجیر مشترک (جس کے خود کام کرنے کی شرط لگی ہو) کے حوالے سے بیان کیا اور اسی میں اجیر خاص کا ایک مسئلہ بیان کیا فرمایا: "ولا یستعمل غیرہ إن شرط عمله بنفسه۔۔ لأن المعقود علیه العمل من محل معین فلا یقوم غیرہ مقامه کما إذا کان المعقود علیه المنفعة بأن استأجر رجلا شھرا للخدمة لا یقوم غیرہ مقامه في الخدمة ولا یستحق به الأجر لأنه استیفاء للمنفعة بلا عقد لتعین المعقود علیه لذلك۔" یعنی اگر اجیر مشترک کے خود کام کرنے کی شرط لگی ہو تو وہ کسی اور کو وہ کام نہیں کروا

سکتا، کیونکہ اب معقود علیہ ایک متعین محل کے ساتھ خاص ہوگیا، لہذا اب اس کے قائم مقام دوسرا نہیں ہوسکتا، جس طرح کہ اگر معقود علیہ منفعت ہو مثلا اگر کسی نے کسی شخص کو ایک ماہ تک خدمت کے لئے اجیر رکھا تو اب خدمت میں اس کے قائم مقام کوئی اور نہیں ہو سکتا، اگر اس نے کسی اور کو قائم کیا تو وہ اس کی اجرت کا مستحق بھی نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں ایسے شخص کے منافع کو پیش کرنا ہے جس کے لئے عقد ہی نہیں، کہ معقود علیہ (خدمت کی منفعت) تو اس پہلے شخص کے ساتھ خاص ہو گئی تھی۔ (تبیین الحقائق، جلد5، صفحہ 112، المطبعۃ الکبری الأمیریہ، بولاق القاہرۃ)

دھوکے سے متعلق سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لیس منامن غش" ترجمہ: جو شخص دھوکہ دہی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، باب النھی عن الغش، جلد2، صفحہ 749، داراحیاء الکتب العربیہ)

علامہ عبدالرؤوف مناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لفظ "غش" کی وضاحت کرتے ہوئے فیض القدیر میں فرماتے ہیں: "الغش ستر حال الشیء" یعنی دھوکہ کا مطلب ہے کسی چیز کی اصلی حالت چھپانا۔ (فیض القدیر، جلد6، صفحہ 185، مطبوعہ مصر)

دھوکہ دینا ناجائز و حرام چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: "غدر و بدعہدی مطلقًا سب سے حرام ہے، مسلم ہو یا کافر ذمی ہو یا حربی مستامن ہو یا غیر مستامن اصلی ہو یا مرتد۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد14، صفحہ 139، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اس شخص کا کام کرکے دینا جائز ہے کیونکہ فی نفسہ وہ ایک جائز کام ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اجرت پر گانے یا نوحہ لکھ کر دینا جائز ہے چنانچہ بدائع الصنائع اور العقود الدریۃ میں ہے (والفظ للآخر): "الاستئجار لکتابۃ الغناء والنوح فإنہ جائز لأن الممنوع عنہ نفس الغناء و النوح لا کتابتھما۔" یعنی: گانے یا نوحہ لکھنے پر اجارہ کرنا جائز ہے، کیونکہ فی نفسہ گانا اور نوحہ منع ہے، نا کہ ان کا لکھنا۔ (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، جلد2، صفحہ 322، دار المعرفۃ)

اسی طرح فتاوی ہندیہ میں ہے: "وإن استأجره ليكتب له غناء بالفارسية أو بالعربية فالمختار أنه يحل لأن المعصية في القراءة كذا في الوجيز للكردري۔" یعنی: اگر کسی نے کسی سے اجرت پر فارسی میں یا عربی میں گانے لکھوائے تو مختار قول پر لکھ کر دینا جائز ہے۔ کیونکہ گناہ گانوں کو پڑھنے میں ہے نا کہ لکھنے میں جیسے کہ امام کردری کی وجیز میں ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، جلد4، صفحہ 450، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ ببولاق مصر)

مسلمان کا گرجا گھر بنا کر دینا جائز اور اس کی اجرت بھی حلال ہے چنانچہ ہندیہ، بحر الرائق اور محیط برہانی میں ہے (والفظ للاخر):
"استأجر الذمي مسلما ليبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر. وكذلك لو أن امرأة استكتبته كتابا إلى حبها جاز و يطيب له الأجر لأنه بدل عمله۔" یعنی: اگر کسی ذمی نے کنیسہ یا گرجا گھر بنانے کے لئے کسی مسلمان کو اجرت پر لیا تو جائز ہے، اور اس کی اجرت بھی مسلمان کے لئے حلال ہے، اسی طرح اگر کسی عورت نے کسی شخص سے اپنے محبوب کو بھیجنے کے لئے خط لکھوایا تو جائز

ہے۔ اس کی اجرت بھی اس کے لئے حلال ہے۔ کیونکہ اجرت اس کے کام (لکھنے) کے بدلے میں ملی ہے (جو کہ فی نفسہ جائز ہے)۔

(محیط برہانی، جلد7، صفحہ 482، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اس کے ذریعے آگے اس شخص کا ناجائز کام کرنا اس کا اپنا ذاتی فعل ہوگا، آپ پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا چنانچہ مجمع الانہر میں گھر اجارے پر دینے کے متعلق فرمایا: ”أن الإجارة واردة على منفعة البيت ولا معصية فيه وإنما معصيته بفعل المستأجر وهو فعل الفاعل المختار فقطع نسبته منه۔“ یعنی: اجارہ گھر کی منفعت پر ہوا اور اس میں فی نفسہ کوئی گناہ نہیں ہے، گناہ اس فعل میں ہے جو اجارے پر لینے والا کرے گا۔ اور چونکہ یہ ایک با اختیار شخص کا اپنا فعل ہے، لہذا اجارے پر دینے والے سے اس کی نسبت ختم ہو جائے گی۔ (مجمع الانہر، جلد2، صفحہ 529، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ایک شخص اجیر بھی ہو سکتا ہے اور وکیل بھی مثلاً خریدار بائع سے کہے کہ میری طرف سے کسی کو اجرت پر رکھ کر مبیع فلاں کو پہنچا دو، اور بائع ایسا ہی کرے تو یوں وہ قبضہ کرنے کا وکیل بھی ہوگا اور اسے اس کے مقام تک پہنچانے کا اجیر بھی جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ میں فتاوی عتابیہ کے حوالے سے منقول ہے: ”وفي الفتاوى العتابية: اذا قال المشتري للبائع: ابعثه الى ابني، واستأجر البائع رجلا يحمله الى ابنه، فهذا ليس بقبض، والأجر على البائع، الا أن يقول: استأجر على من يحمله، فقبض الأجير يكون قبض المشتري ان صدقه أنه استأجر ودفع اليه۔“ ترجمہ: فتاوی عتابیہ میں ہے: اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ مبیع میرے بیٹے کو بھیج دو، بائع نے ایک اجیر رکھ کر وہ مبیع مشتری کے بیٹے کو بھیج دی، تو (اس اجیر کو مبیع حوالے کرنے سے) مشتری کا قبضہ نہیں ہوگا، اور اس اجیر کی اجرت بائع پر لازم ہوگی۔ ہاں! اگر مشتری بائع سے یہ کہتا ہے کہ میرے ذمے ایک اجیر رکھو جو اسے میرے بیٹے تک پہنچا دے تو اس اجیر کا قبضہ مشتری کا قبضہ شمار ہوگا، اگر مشتری اس کی تصدیق کرتا ہے کہ بائع نے اجارے پر بندہ رکھا اور مبیع اس کے حوالے کر دی تھی۔

(الفتاوی التاتارخانیہ، جلد8، صفحہ 263، مطبوعہ زکریا بک ڈپو)

البتہ بہتر ہے کہ اس کا کام نہ کیا جائے، جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ سے فوٹوگرافر کو دکان کرائے پر دینے سے متعلق سوال ہوا تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: ”اس شخص کو دکان کرایہ پر دی جا سکتی ہے، مگر پھر بھی بہتر یہ ہے کہ ایسے کو کرائے پر دیں جو جائز پیشہ کرتا ہو۔“ ملتقطا (فتاویٰ امجدیہ، جلد3، صفحہ 272، مکتبہ رضویہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد ساجد عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: NRL-0488

تاریخ اجراء: 22 شوال المکرم 1447ھ/11 اپریل 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net